از امام ولی اللہ دہلویؒ

اخلاقِ محمودہ اور اخلاقِ ذمیمہ کا فرق

کیا میں تمہیں اس قانون سے روشناس نہ کروں کہ کس طرح ایک ہی صفت مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے محمود بھی ہو سکتی ہے اور مذموم بھی۔ بادشاہ اور فقیر دونوں مانگتے ہیں۔ بادشاہ اپنی رعیت سے مانگتا ہے اور بھکاری اپنی قوم کے اغنیاء اور مالداروں سے مانگتا ہے۔ ان دونوں میں خطِ فاصل قوت وغلبہ اور عجز ونیاز کی صفتیں ہیں۔ بادشاہ کا مطالبہ چونکہ قہر وغلبہ پر مبنی ہوتا ہے وہ قوم کا سردار کہلاتا ہے اور بھکاری مغلوب اور عاجز ہوتا ہے اس لیے فقیر سمجھا جاتا ہے۔

الحاصل حسن و قبح میں اس خطِ تمیز کو اصول و قانون کے طور پر یاد رکھو اور ان شکوک وشبہات سے بچو جو اخلاق محمودہ اور اخلاق ذمیمہ میں بظاہر التباس سے عوام الناس کے ذہنوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔

(البدور البازغہ مترجم ص۸۱)

از امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ

جہاد انسانی اجتماعیت کی ضرورت

زمانہ حال کا یہ سب سے افسوسناک حادثہ ہے کہ عدم تشدد کو جو انقلاب کی تیاری کے لیے بہترین ذریعہ ہے سیاست کا لازمی اور دائمی جزء قرار دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ انسانی سیاست کی قطعی غیر طبعی ترجمانی ہے۔ قرآن حکیم اور اس کی بنیاد پر حکمت ولی اللٰہی اس سے قطعاً انکار کرتے ہیں اور قرار دیتے ہیں کہ چونکہ انسان بہیمیت اور عقلیت یا ملکیت سے مرکب ہے یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ انسان اجتماعی حیثیت سے اپنی ارتقائی زندگی کے کسی دور میں بھی بہیمیت سے علیحدہ ہو جائے گا اس لیے جنگ و قتال۔ جہاد۔ جس کے ذریعہ سے ملکیت یا عقلیت بہیمیت پر غالب آتی رہے گی انسانی معاشرہ کا لازمی جزء رہے گا۔ انسانیت فقط عدم تشدد یا مصالحت سے کبھی ترقی نہیں کر سکتی بلکہ ہمیشہ انقلاب سے آگے بڑھتی ہے جس کے لیے تشدد اور عدم تشدد دونوں ضروری ہیں۔

(تفسیر سورہ مزمل)